رسول خدا کی غیر مسلموں کے متعلق رواداری کی تعلیم اور بہترین حسن سلوک

بعض مسلمان ہندوؤں کی ایک خاص گروہ کی معاندانہ و دشمنانہ کارروائیوں کو دیکھتے ہوئے ہندو مسلم اتحاد سے مایوس نظر آتے ہیں اور دکھی دل سے یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ جس قوم میں اسلام، حضور نبی اسلام علیہ الف الف صلوٰۃ کے خلاف بدگوئی اور بہتان طرازی کرنے والے ہوں اس سے اتحاد کیونکر ممکن ہے؟ مگر انھیں شیخ سعدی کا یہ مقولہ یاد رکھنا چاہیے کہ ع خدا پنج انگشت یکساں نکرد۔ جس قوم میں بہتان طراز، افترا پرداز اور دشمنِ رسول پائے جاتے ہیں ہمیں ایسے لوگ بھی تو ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کرنے میں اتنا غلو کر گئے کہ حضور کو اپنا معبود سمجھکر آپ سے طالب مراد ہوتے ہیں۔ اگر ہندو مسلم اتحاد سے مایوسی محض اس لئے ہے کہ ہندوؤں میں "رنگیلا رسول" "چتر جیون" "اسلام توڑ" "اسلام کی اندرونی تصویر" جیسی نجس اور ناپاک کتابوں کے مصنف پیدا ہو گئے تو کیا یہ حقیقت نہیں کہ اسی قوم میں "سوانح حضرت محمد صاحب صلعم" "حضرت محمد صاحب کا جیون چرتر" "محمد" "محمد کی سرکار" ایسی پاکیزہ اور عقیدت میں ڈوبی ہوئی کتابوں کی مصنف بھی موجود ہیں؟ اگر تیرہ باطن گروہ حضور علیہ السلام کو مطعون و بدنام کرنے کے لئے نت نئی بہتان بندیوں سے کام لیکر ملک کی فضا مکدر کر رہا ہے تو اسکے مقابل ایسے لوگ بھی تو ہیں جو حق و صداقت کی خاطر بغیر لومۃ ولائم

حضور پرنور پر لگائے گئے بہتانوں کی قرار واقعی تردید بھی کر دیتے ہیں؛
ہم مانتے ہیں کہ جبتک اس قسم کی شر ریز، امن کش اور دل آزار تحریروں کا سلسلہ
بند نہ ہوگا ہندو مسلم اتحاد میں کامیابی مشکل ہے مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ مایوسانہ پوز
اختیار کر لیجائے۔ اگر دشمنان رسول غلط اور جھوٹی باتیں پھیلاتے ہیں تو ہمیں چاہیئے کہ انکی
تردید کریں اور جن بھولے بھالے اور حقیقت سے بے خبر ہندو بھائیوں کو رسول کریم صلعم
سے بدظن کیا جاتا ہے انھیں حقیقت سے آشنا کریں۔ اور اس کا بہترین اور موثر ذریعہ یہ ہے
کہ دشمنوں کے ناپاک پروپیگنڈے کو جھوٹا اور باطل ثابت کرنے کے لیئے خود نیک نیت ہندو
اور غیر متعصب ہندؤں اور عیسائیوں ہی کی تحریریں ملک میں کثرت سے پھیلا دی جائیں جن
میں معاندین اسلام کی افتراپردازیوں کی حقیقت ظاہر کرتے ہوئے حضور نبی اسلام علیہ
والسلام کی اصل اور صحیح پوزیشن کو واضح کیا گیا ہے؛
سب سے بڑا اعتراض جو آنحضرت صلعم کی ذات ستودہ صفات پر کیا جاتا ہے وہ یہ
کہ حضور نے جبر کی تعلیم دی۔ غیر مسلموں سے سختی روا رکھی انکی مذہبی آزادی سلب کر لی او
ان سے ذلیل ترین سلوک کیا۔ اور یہی وہ اعتراض ہے جس کو مختلف پیرایوں میں پیش کر
ناواقف ہندو دوستوں کو حضرت خواجۂ دو جہاںؐ سے بدظن کیا جا رہا ہے۔ لیکن
مسلمان اس قسم کے لغو اور بے بنیاد اعتراضوں کی تردید کیلیئے ہندؤں کے بڑے بڑ
لیڈروں پنڈتوں اور عالموں کی بے لاگ تحقیق کے نتائج حقیقت سے ناواقف ہندؤں
سنائیں تو کیا یہ قرین قیاس نہ ہوگا کہ وہ ہندو بھائی جو دشمنانہ پروپیگنڈے کا شکار رہ
ہیں اپنی ہی قوم کے بلند پایہ معزز اور علم و فضل سے مالامال افراد کی بے لاگ تحقیق سے
آئندہ اس طور کے معاندانہ امن سوز اور اتحاد کش خیالات سے دلوں کو پاک کرکے مسلمان

کیطرف محبت والفت کے ساتھ ہاتھ بڑھائینگے؟ جب وہ غلط واقف ہونے کے باعث ادنیٰ طبقہ کے ہندؤں کی باتوں پر یقین کر بیٹھے ہیں تو کیا جب ان کی معززین کی تحقیق کا خلاصہ سنایا جائیگا تو اسے باور نہ کرینگے؟ کرینگے اور ضرور کرینگے۔ پس ہم خادمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تاکیداً عرض کرینگے کہ وہ بحالی امن اور قیامی اتحاد کیخاطر نیک نیت ہندؤں کی بے تعصبانہ تحریروں کی اشاعت میں حتی الامکان سعی کریں تاکہ ہمارے پیارے برادران وطن جو جھوٹے اور دشمنانہ پروپیگنڈے کا شکار ہو چکے ہیں اس سے نجات پا کر دلوں کو ہر قسم کی بدظنیوں اور واہی تباہی خیالات سے پاک کرتے ہوئے حق وصداقت کا اعتراف کریں اور پیارا وطن پھر امن واتحاد کا منہ دیکھے اور دونوں قومیں یکجان ہو کر ملک کو سرسبز وشاداب بنانے میں برابر کا حصہ لیں۔

چونکہ اس قسم کے ناپاک اعتراضوں کی تردید میں بہت سے قابل ہندؤں اور عیسائیوں کی تحریریں ہمارے پاس جمع ہیں اسلئے سب سے پہلے ہم بھی اس کارِ خیر میں حصہ لیتے ہوئے چند تحریریں شائع کرتے ہیں جو خدا کے فضل وکرم سے دشمنوں کی لغو اور بے بنیاد اعتراضوں کی قرار واقعی تردید کر دینگی اور حقیقت جو ہندو بھائیوں کیلئے یقیناً مشعل ہدایت کا کام دینگی پس سب سے پہلے ہم اپنے ہندو بھائیوں کے بہت بڑے لیڈر۔

گاندھی جی مہاراج کی تحقیق کا لب لباب پیش کرتے ہیں۔ صاحب موصوف اپنے اخبار "ینگ انڈیا" میں فرماتے ہیں کہ:۔

"سیرت النبیؐ کے مطالعہ سے میرے اس عقیدہ میں مزید پختگی اور استحکام آگیا کہ اسلام نے تلوار کے بل پر کائنات انسانیت میں رسوخ حاصل نہیں کیا۔ بلکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی انتہائی سادگی۔ انتہائی بے نفسی، عہود ومواثیق کا انتہائی احترام۔ اپنے رفقا ومتبعین کے ساتھ گہری وابستگی، جرأت، بیخوفی، اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ اور اپنے مقصد ونصب العین کی حقانیت پر کامل اعتماد، اسلام کی کامیابی کے حقیقی اسباب تھے۔" (منقول از مسلم راجپوت یکم اکتوبر ۱۹۲۴ء)

رسالہ ایسٹ اینڈ ویسٹ | میں اسکے ایک فاضل نامہ نگار نے عرصہ ہوا لکھا تھا کہ

"حضرت محمد (صلعم) نے قومی معاملات میں حق رسانی۔ فتح کرنے میں رحم اور حکمرانی کرنے میں اعتدال اور سب سے مقدم دوسرے مذاہب کی عدم مزاحمت کی تاکید کی ہے اسلام نے کسی مذہب کے مسائل میں دست اندازی نہیں کی کسی کو ایذا نہیں پہنچائی۔ کوئی مذہبی عدالت دوسرے مذاہب کے لوگوں کو سزا دینے کیلئے قائم نہیں کی کبھی اسلام نے لوگوں کو مذہب بہ جبر تبدیل کرنے کا قصد نہیں کیا۔ ہاں آپنی اپنی تعلیم کو جاری کرنا چاہا مگر اس کو جبراً جاری نہیں کیا۔ اسلام قبول کرنےسے لوگوں کو فتح مندوں کے برابر حقوق حاصل ہو جاتے تھے۔ اور مفتوحہ قومیں ان شرائط سے بھی آزاد ہوتی تھیں جو ہر ایک فتح مند نے ابتدائے دنیا سے حضرت محمد (صلعم) کے زمانہ تک قرار دی ہیں"

یہی نامہ نگار آگے چل کر رقمطراز ہے کہ:-

"اسلام کی تاریخ میں ایک ایسی خاصیت پائی جاتی ہے جو دوسرے مذاہب کو غیر آزاد رکھنے کے بالکل خلاف ہے۔ اسلام کی تاریخ کے ہر ایک صفحہ میں ہر ایک ملک میں جہاں اس کو وسعت ہوئی دوسرے مذاہب سے مزاحمت نہ کرنے کی خصوصیت موجود ہے۔ یہاں تک کہ ایک عیسائی شاعر لارٹین نے علانیہ یہ کہا تھا:-

"صرف مسلمان ہی روئے زمین پر ایک قوم ہیں جو دوسرے مذاہب کی آزادی سلب نہیں کرتے"

اور ایک انگریز سیاح نے مسلمانوں کو یہ طعن کیا ہے کہ وہ۔

"حد سے زیادہ دوسرے مذہب کو آزادی دیتے ہیں"

پروفیسر ٹی ایل وسوانی | اپنے ایک فاضلانہ مضمون میں لکھتے ہیں کہ مخالفین اسلام کی طرف سے

"اعتراض کیا جاتا ہے کہ اسلام تعصب کی تعلیم دیتا ہے۔ یہ اعتراض جو کہ خود غرضانہ جہلہ اور جہالت کی ایک معجون مرکب ہے۔ اسلام کے تو معنی ہی صلح ہیں۔ قرآن کریم کے گلستان معانی

سے ایک ایک پھول صلح۔ خیر اندیشی اور محبت کی خوشبو لئے ہوئے اہل بصیرت کی مشام جاں کو معطر کر رہا ہے۔ قرآن کریم کی ہر ایک سورت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے معنی خیز الفاظ کے ساتھ شروع ہوتی ہے۔ اسلامی صحیفہ مقدسہ میں ایک مقام پر مرقوم ہے :۔

"اہل کتاب مثلاً عیسائی۔ یہودی اور مسلمان جو خدا کی وحدانیت اور روح کے غیر فانی ہونے پر ایمان رکھتے ہیں۔ خیرات دیتے ہیں اور غربا پر لطف و فیض روا رکھتے ہیں۔ اور یتیموں کی خبر گیری کرتے ہیں۔ اور وہی اصحاب فلاح ہیں۔"

"مذہب میں کوئی جبر نہیں ہے" یہ قرآن کریم کا ایک اور حکم ہے۔ نبی کریم صلعم نے کمال فراخدلی کے ساتھ فرمایا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام مسلمان تھے۔ اس ارشاد نبوی سے کہ "ایک پختہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور جس کے ہاتھوں سے خلق خدا امان میں ہو" آنحضرت صلعم کے ذہن مبارک میں ایک سچے مسلمان کا جو تصوّر تھا وہ خوب واضح ہو جاتا ہے۔ نبی کریم صلعم نے مندرجہ ذیل جامعیت کے ساتھ مسلمان کی زندگی کا دستور العمل پیش کر دیا ہے :۔

"تمام لوگوں کیساتھ ایسا سلوک کرو جیسا تم چاہتے ہو کہ وہ تمہارے ساتھ سلوک کریں جو چیز اپنے لئے پسند نہیں کرتے دوسروں کیلئے بھی پسند نہ کرو۔"

"یہ کوئی انوکھی بات نہیں کہ یہودیوں نے اسلامی ممالک میں قیام پذیر ہونے کو عیسائیوں کے زیر سایہ سکونت پذیر ہونے پر ترجیح دی۔ ایک دن رسول خدا صلعم کے سامنے سے ایک جنازہ گذرا۔ اور جب آنحضرت صلعم کو بتلایا گیا کہ یہ ایک یہودی کا جنازہ ہے تو آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا کہ "کیا وہ ذی روح انسان نہ تھا جو ہمارے لئے عبرت آموز نہیں ہو سکتا یہودی بھی ایسا ہی ذی روح انسان ہے جیسے خدا کا کوئی اور بندہ ہو سکتا ہے۔ لیکن مسیحی یورپ نے تو کمال شدت کیساتھ اس حقیقت کو پس پشت ڈال دیا ہے۔"

(اخبار زمیندار ۲۹۔ اگست ۱۹۲۰ء ص ۱)

ایڈیٹر رسالہ ست اُپدیش نے لکھا تھا کہ :۔

"لوگ کہتے ہیں کہ اسلام شمشیر کے زور سے پھیلا۔ مگر ہم اس رائے سے موافقت کا اظہار نہیں کر سکتے۔ کیونکہ زبردستی سے جو چیز پھیلائی جاتی ہے وہ جلدی ظلم سے واپس ہو جاتی ہے۔ اگر اسلام کی اشاعت ظلم کے ذریعہ ہوئی ہوتی تو آج اسلام کا نام و نشان بھی نہ رہتا۔ لیکن نہیں ایسا نہیں ہے بلکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ اسلام دن بدن ترقی پر ہے۔ کیوں؟ یہ اسلئے کہ بانیٔ اسلام (صلعم) کے اندر روحانی شکتی تھی۔ منش ماتر (بنی نوع انسان) کیلئے پریم تھا اسکے اندر محبت اور رحم کا پاک جذبہ کام کر رہا تھا۔ نیک خیالات اسکی رہنمائی کرتے تھے۔"

(جلد ۳ نمبر ۷ جولائی ۱۹۱۵ء)

فاضل وی۔ پی شیوم صاحب جو ایک قابل۔ آزاد خیال اور وطن پرست ہندو ہیں اپنے ایک محققانہ مضمون میں جو عرصہ ہوا بمبئی کرانیکل میں شائع ہوا تھا فرماتے ہیں کہ :-

"اب ہم اس مسئلہ کی طرف پہنچ جاتے ہیں کہ دیگر مذاہب کے ساتھ رواداری برتنی چاہئے یہ عام طور پر مسلمہ ہے کہ مذہب ہنود دیگر مذاہب کے ساتھ رواداری برتنے کی تعلیم دیتا ہے۔ اس سلسلہ میں کوئی مزید تشریح و تنقید غیر ضروری ہے لیکن ایک حرف انتباہ موجودہ ہندوستانی مبلغین کیلئے کہدینا نہایت ضروری ہے خود انکی آنکھوں میں اتنا خس و خاشاک ہے کہ انکو دوسری آنکھوں کے تنکے دیکھنے کا موقعہ حاصل نہیں ہے۔ یہ کہیں بہتر ہے کہ ہندو اچھوت ذاتیں مذہب اسلام میں جذب کر لیجائیں۔ بہ نسبت اسکے کہ وہ ہندو مذہب میں داخل کیجائیں اور اچھوت بنجائیں۔ یہ تو مجھے ہندوؤں سے کہنا تھا اب میں بعض جملے مسلمانوں کے ملاحظہ کیلئے تاریخ ابن ہشام صفحہ ۳۴۱ تا ۳۴۳ سے نقل کرتا ہوں جن کا مطالعہ اور مسلسل مطالعہ مسلمانوں (بلکہ ہندوؤں کے لئے بھی) مفید ہے۔

"شروع کرتا ہوں نام سے اس خدا کے جو رحمٰن اور رحیم ہے۔ یہ فرمان جاری کیا گیا ہے طرف سے محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اپنے معتقدین کے نام خواہ وہ قریش

ہوں یا ساکنان یثرب خواہ وہ کسی نسل سے ہوں لیکن ہمارے مقاصد سے متفق ہوں۔ اور جنکے اتحاد سے ایک متحدہ قومیت مرتب ہوتی ہے۔ حالت صلح و جنگ تمام مسلمانوں میں یکساں طور پر مشترک رہیگی کسی کو اُن میں سے ...... یہ حق نہ ہوگا کہ وہ جنگ یا صلح ان لوگوں سے کرے جو کہ ان کے مذہبوں کے دشمن ہیں۔ وہ یہودی جو ہماری حکومت کے اندر ہیں انکو تمام ذلتوں اور زیادتیوں سے محفوظ رکھا جائیگا۔ ان کو مسلمانوں کی طرح مساوی حق حاصل ہوگا اور ہماری امداد کیلئے ان کو اعلیٰ عہدے عطا کئے جائینگے۔ مختلف طبقہ کے یہودی خواہ وہ کسی قوم اور کسی مقام کے متوطن ہوں مسلمانوں کے ساتھ متحد ہوکر ایک قوم سمجھے جائینگے اور انھیں اپنے مذہب کے احکام کی بجا آوری میں مسلمانوں کی طرح پوری آزادی ہوگی۔ یہودیوں کے سرداروں کے حلیفوں کو ویسی ہی مذہبی آزادی حاصل رہے گی اور انکی ویسی ہی حفاظت کی جائیگی جیسی کہ مسلمانوں کے سرداروں اور حلیفوں کی آزادی کا خیال کیا جاتا ہے یا ان کی حفاظت کا بندوبست ہوتا ہے۔ یہودیوں کی ویسی ہی عزت کی جائے گی جیسی کہ اپنے مربیوں کی کیجاتی ہے۔ تمام مسلمان اس شخص سے ناراضگی و ناپسندیگی کا اظہار کرینگے جو کسی جرم یا ناانصافی کا مرتکب ہوگا۔ کوئی ملزم کی حمایت نہ کریگا۔ خواہ اس کا کتنا ہی قریبی عزیز کیوں نہ ہو"

مندرجہ بالا عبارت سے جو کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ایک فرمان کا ترجمہ ہے یہ کافی طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ اسلام نے دوسرے مذہبوں کے ساتھ بہترین رواداری برتنے کی تعلیم دی ہے۔ رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) نے اتفاق و امن قائم رکھنے کی زبردست تعلیم و تلقین کی اور ہر مذہب والے کو نہ صرف اپنے مذہب کی آزادانہ پرستش کی اجازت دی بلکہ ان کو سیاسی مراعات اور ذمہ داریاں عطا فرمائیں۔ اگر کوئی سہل انگار مسلمان (اور ہندو) ابن ہشام کی کتاب کے مندرجہ بالا فقرے تسلیم کرنے سے انکار کرے تو میں اسکے سامنے قرآن پاک کی مندرجہ ذیل آیت پیش کرتا ہوں جعلنا منکم شرعۃ و منہاجا

ولو شاء اللہ لجعلکم امۃً واحدۃً ولکن لیبلوکم فیما اٰتاکم فاستبقوا الخیرات الی اللہ مرجعکم جمیعاً فینبئکم بما کنتم فیہ تختلفون ○

ترجمہ۔ تم میں سے ہر ایک کیلئے ایک شریعت اور خاص طریقہ ٹھہرایا گیا ہے اور اگر اللہ چاہتا تو ہم سب کو ایک امت کر دیتا۔ لیکن اللہ آزمانا چاہتا ہے تمکو اپنے دیئے ہوئے حکم میں تاکہ بڑھو نیک کاموں میں اللہ کی جانب سب کو لوٹ کر جانا ہے۔ وہ تم کو جتادیگا جن باتوں میں تم اختلاف کرتے ہو۔

مندرجہ بالا بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کو دنیا کے اسباب کی کتنی وسیع معلومات طبائع انسانی و تحقیق اشیاء عالم کے متعلق تھی آپ انسان کے اختلاف طبائع اور انقلابات زمانہ سے واقف تھے۔ اور آپنے ان تمام اختلافات طبائع و انقلابات زمانہ کو خدا کی مرضی کے حوالہ کر دیا تھا۔ جو کہ اس کا خالق اور علت العلل ہے یہی وجہ تھی کہ رسول مقبول نے ان لوگوں سے جھگڑا کرنے کی تلقین نہیں کی جو کہ اختلاف رائے رکھتے ہیں۔ بلکہ اپنے وفادار پیرؤں کو یہ ہدایت کی کہ اعمال صالحہ کیطرف برابر پیش قدمی کرتے رہیں۔ اور ان کو اسکے ساتھ ساتھ یہ بھی تنبیہ کرتے رہے کہ وہ ان کا امتحان لینا چاہتے ہیں کہ انھوں نے انکی ہدایت کی کہاں تک تعمیل کی۔ مندرجہ ذیل بیان سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام کا مقصد بزور شمشیر تبلیغ مذہب کرنا نہیں ہے۔

"میں خدا کا پیام تم تک پہنچانا چاہتا ہوں اور تم کو متنبہ کرتا ہوں کہ اگر تم ان احکام کو قبول کروگے جو میں تم تک لایا ہوں تو تم اس دنیا اور آخرت میں مسرور اور شادکام ہوگے اور اگر تم ان سے انکار کروگے تو میں صبر کرونگا اور خدا پر چھوڑ دونگا وہ میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ کرے۔ (ابن ہشام)" (منقول از اخبار ہمدم لکھنؤ ۶ مئی ۱۹۲۸ء)

بابو سرج بہاری لال صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل بی وکیل	نے بھی بعد از تحقیق کامل لکھا ہے کہ:-

"آنحضرت (صلعم) کی شان میں ناواقفیت یا شرارت سے یہ کہنا کہ انکی تعلیم قتل و خونریزی تھی۔ بالکل غلط اور خلاف واقعہ ہے جس شخص کا دل ننھے ننھے بچوں کے رونے سے بیقرار اور بے چین ہو جائے جو ہزاروں دشنام اور صلواتیں سنکر بھی اپنی نگاہ نیچی رکھے۔ اور کعبہ مکرمہ کی فتح کے روز صبر و تحمل اور رحم و رواداری کا وہ بیمثل مظاہرہ کرے کہ اسکی نظیر پیغمبران عالم میں نہیں ملتی کہ اپنے بدترین دشمنوں کو بھی قابو حاصل ہونے پر معاف کر دیا۔ جو ظلم و تعدی کو صبر اور شکر کے ساتھ برداشت کرے۔ جو اپنا سب کچھ اللہ کی راہ میں غریب اور مفلسوں پر نچھاور کردے جو اپنے ہاتھوں سے غیر مسلموں کی خدمت گذاری کرے اور ان کے ساتھ عزت و احترام سے پیش آئے ان کے وفدوں کا استقبال کرے اور اپنے پیارے خلیفہ عمرؓ کی جگہ اپنے دربار میں ایک غیر مسلم کو بٹھائے اور ایک غیر مسلم کی پھیلائی ہوئی گندگی اور نجاست کو بھی اپنے برگزیدہ ہاتھوں سے صاف کرنے میں دریغ نہ کرے۔ کیا اسکی شان میں یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ ایک وحشی اور درندہ خصلت۔ جذبات الفت و محبت سے بے بہرہ انسان تھا۔ ہرگز نہیں۔ اگر بہ نگاہ غور دیکھا جائے تو اسلام کی تعلیم اور تلقین کا معیار محبت اور الفت پر ہے۔ اسلام بغض کینہ و حسد و جذبات منافرت کو نہایت حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ آنحضرت (صلعم) کی تعلیم ہمیشہ یہ رہی ہے کہ جو فعل کیا جائے وہ خلوص اور سچائی سے کیا جائے۔ ان کی تعلیم کا مقصد بنی نوع انسان کی خدمتگذاری ہے۔ الخ"

(رسالہ پیشوا دہلی ۵ تا ۲ ۸۴)

مسٹر رام کنور چوبے ایم اے ایم آر۔ ای ایس بھی اپنے ایک محققانہ اور بے لاگ مضمون میں فرماتے ہیں کہ:—

"مذہب اسلام میں کسی جان کو بے قصور قتل کرنا اور کسی کو ایذا دینا خواہ وہ کسی مذہب کا ہو سخت منع ہے اور دھوکہ دیکر قتل کرنا (جیسا سوامی شردھانند

کے ساتھ کیا گیا) تو اسلام کی تعلیم کے صریحًا خلاف ہے جیسا کہ ابو داؤد میں ہے عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال الایمان یمنع الفتک ولا یفتک مؤمن۔ (یعنے ایمان غفلت میں مارنے کو روکتا ہے اور غفلت میں مارنا مومن کا کام نہیں ہے) علاوہ اسکے اگر کوئی شخص قتل کا مستوجب بھی ہو تو بغیر حاکم مجاز کی اجازت کے ہر شخص اسکو قتل کر دینے کا مجاز نہیں ہے جیسا کہ فتح الباری میں ہے:-

لا یقاد القصاص فی القتل فی مصر کلہا الا بالفسطاس لکونھا منزل متولی مصرا و یکتب الی والی الفسطاط ای لیتاذنہ۔

کسی مسلمان کو بلا حکم امیر المومنین کے ایسے کام میں دست اندازی کرنا معصیت میں داخل ہے۔ لہذا یہی ایک روایت تمام صورتوں کا فیصلہ کر دیتی ہے کہ مسلمانوں کا اس طرح غیر مذہب والوں کو قتل کرنا مذہب اسلام کی رو سے ناجائز ہے۔ اور مزید ثبوت کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی مگر چونکہ یہ غلط فہمی فریقین کے دلوں میں جاگزین ہو رہی ہے کہ مذہب اسلام میں کافر کا مارنا ثواب ہے لہذا اس کا دفیعہ کرنا ضروریات سے ہے تاکہ دونوں فریق اپنے دل کو صاف کر کے ایک دوسرے پر اعتماد کریں اور قرآن شریف کی سورۃ ممتحنہ کے بموجب ایک دوسرے کے ساتھ اچھا برتاؤ کرتے رہیں وہ آیت یہ ہے:-

لا ینہاکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین۔

اللہ تم کو منع نہیں کرتا ہے کہ تم ایسے غیر مذہب والوں سے سلوک کرو اور انصاف کا برتاؤ رکھو جو تم سے دین میں نہیں لڑتے ہیں۔ اور تم کو تمہارے گھروں سے نہیں نکالتے۔ بے شک اللہ انصاف والوں کو دوست رکھتا ہے۔"

اس مقام پر اس مسئلہ کو بھی صاف کر دینا ضروری ہے کہ ہندوستان

دارالسلام ہے یا دارالحرب۔ دونوں صورتوں میں یہاں غیر مسلم کے ساتھ مسلمانوں کو کس قسم کا برتاؤ کرنا چاہئے۔ ہندوستان کو دارالسلام اس وجہ سے نہیں کہہ سکتے کہ اس وقت یہاں بادشاہِ اسلام نہیں ہے حالانکہ دارالسلام ہونے کی صورت میں بھی کافر رعایا کو مارنا سخت گناہ ہے جیسا کہ بخاری شریف کے بارہویں پارہ میں حدیث ہے کہ:۔

من قتل معاهدًا لم یرح رائحة الجنة وان ریحها توجد من مسیرة اربعین عامًا۔

یعنے پیغمبر صاحبؐ نے فرمایا ہے کہ جس نے غیر مسلم رعایا کو مارا وہ جنت کی ہوا تک نہ پائیگا۔ حالانکہ اس کی ہوا چالیس برس کی راہ سے آتی ہے۔

اور ابوداؤد میں ہے:۔

من قتل معاهدًا فی غیر کنهه حرم الله علیه الجنة۔

پیغمبر صاحب نے فرمایا ہے کہ جو معاہد شخص یعنے کافر رعایا کو بلا جرم قتل کریگا اس پر اللہ نے جنت کو حرام کر دیا۔

چنانچہ خود رسول اللہ (صلعم) اپنی کافر رعایا سے جس قسم کا برتاؤ فرماتے تھے اس پر واقعات ذیل سے بخوبی روشنی پڑتی ہے۔ مدینہ منورہ کے پاس ایک مقام خیبر ہے۔ جہاں کی رعایا یہودی کافر تھی۔ انھوں نے ایک مرتبہ آپکی خدمت میں گوشت میں زہر ملا کر کھانے کو بھیجا۔ رسول کریمؐ کا اخلاق اس قدر وسیع تھا کہ آپ ہر شخص کا تحفہ قبول فرماتے تھے چنانچہ آپنے وہ گوشت لے لیا اس روز کچھ اور لوگ بھی کھانے میں آپکے ساتھ شریک تھے اس کا پتہ لگ گیا کہ کھانے میں زہر ملا ہوا ہے۔ آپنے یہودیوں کو بلا کر دریافت فرمایا ان لوگوں نے اقرار کیا کہ بیشک زہر ملا ہے مگر رسول کریمؐ کے تحمل کو دیکھا جائے کہ باوجودیکہ ان لوگوں نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا تھا اور آپکی رعایا اور کافر تھے مگر آپ نے

معاف کردیا۔ اور انتقام کا خیال تک بھی دل میں نہ آنے دیا۔ خیال کرنے کا مقام ہے کہ جب قصور وار کافر تک کو آپ نہیں مارتے تھے اور نہ مارنے کا حکم دیتے تھے تو بے قصور کافر کو مارنا کیسے جائز ہوگا۔ چنانچہ صحیح بخاری کے بارہویں پارہ میں یہ واقعہ بالتفصیل درج ہے۔ اور اسی پارہ میں یہ بھی واقعہ ہے کہ ایک کافر نے آپؐ پر جادو کیا مگر باوجود معلوم ہوجانے کے آپ نے بدلہ نہ لیا۔ اور معاف فرمادیا۔ آپؐ کے تحمل اور عفو کے سینکڑوں واقعات ہیں کہاں تک بیان کئے جائیں۔ چنانچہ ایک مرتبہ ایک کافر نے آپ کو تنہا پاکر آپ کے اوپر تلوار کھینچی اور کہا کہ بتاؤ اب کون بچا سکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ اللہ۔ آپؐ کے اس کہنے پر کچھ ایسی ہیبت اس پر طاری ہوئی کہ تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر گر پڑی۔ آپؐ نے تلوار لے کر اس کافر سے کہا کہ بتاؤ۔ اب تم کو کون بچا سکتا ہے؟ وہ جب کوئی معقول جواب نہ دے سکا تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ کیوں نہیں کہا کہ میرا اللہ مجھکو بچانے والا ہے۔ چنانچہ آپؐ نے اسکو صاف چھوڑ دیا۔ اتنے میں اور صحابہ بھی آگئے۔ آپؐ نے سب کو اس سے بدلہ لینے سے منع کیا۔ کتاب بخاری اور شفا میں اس واقعہ کو دیکھ کر لوگوں کو اس خیال سے باز آنا چاہئے کہ اسلام میں کافر کو مارنا ثواب ہے۔ اور اس سے بڑھ کر کون سا موقعہ تھا۔ چنانچہ صحیح بخاری کے سترہویں پارہ میں ہے کہ ایک مرتبہ صحابہ رضؓ ایک قبیلہ کے سردار ثمامہ بن اثال کو گرفتار کر کے لائے اور مسجد کے ستون میں باندھ دیا۔ پیغمبرؐ صاحب اس حالت کو دیکھ کر اس قیدی کے پاس گئے اور دریافت فرمایا کہ تم سے کس قسم کا برتاؤ کیا جائے؟ اس نے کہا کہ اگر آپؐ ہم کو قتل کا حکم دینگے تو حق بجانب ہوں گے۔ اسلئے کہ ہم نے مسلمانوں کو قتل کیا ہے۔ اور اگر احسان فرماکر رہا کردیں گے تو ہم شکرگذار ہوں گے۔ آپ کی شفقت جوش میں آئی اور حکم دیا کہ اس کو رہا

کردو۔ اس وقت یہ نہیں فرمایا کہ کافر کو مارنا ثواب ہے۔ سب سے بڑھ کر تعجب خیز یہ واقعہ ہے کہ آپؐ کی رعایا میں مسلم اور غیر مسلم دونوں فریق شامل تھے اور دونوں کا مقدمہ حضور کے سامنے پیش ہوتا تھا اور حضور صلعم کافر رعایا کو بجائے مارنے کے ڈگری دیکر حق دلاتے تھے۔ چنانچہ بشر نامی مسلمان کافر کو مارنے کی پاداش میں قتل کا سزایاب ہوا۔ حضور کا یہ انصاف تھا جس کی نظیر دنیا میں ملنا محال ہے جیسا کہ تفسیر خازن کے سورۂ نساء میں یہ واقعہ مفصل مذکور ہے۔ قرآن شریف میں بار بار غیر مسلم کے ساتھ انصاف کی تاکید فرمائی جاتی ہے۔ چنانچہ سورۂ مائدہ میں ہے۔

"ان حکمت فاحکم بینہم بالقسط ان اللہ یحب المقسطین"

(مسلم اور غیر مسلم کے درمیان جب آپ فیصلہ کریں تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کریں۔ اللہ انصاف والوں کو دوست رکھتا ہے)۔

دوسری صورت یہ ہے کہ ہندوستان کو دارالحرب قرار دیا جائے اور مسلمانوں کا قیام بذریعہ مصالحت و معاہدہ تسلیم کیا جائے۔ اس وقت کافر کو مارنا اور بھی سخت گناہ اور بدعہدی میں داخل ہوگا۔ اور بدعہدی اسلام میں حرام ہے جیسا کہ فتح الباری میں ہے۔ الغدر حرام بالاتفاق سواء کان فی حق المسلم او الذمی۔ چنانچہ ہدایہ میں مسئلہ ہے کہ جب مسلمان بذریعہ تجارت دارالحرب میں جائے تو اس کو حربی کافر کی جان و مال کو نقصان پہنچانا جائز نہیں ہے۔ اسلئے وہ بذریعہ حصول امن ذمہ ٹھہر چکا ہے۔ لہذا اس کے بعد نقصان پہنچانا بدعہدی میں داخل ہے۔ اور بدعہدی حرام ہے۔ اس پر مزید روشنی ڈالنے کے لئے حضورؐ کے سامنے ایک واقعہ جو کفار مکہ کے ساتھ بعد صلح حدیبیہ پیش آیا تھا بیان کردینا کافی ہوگا جو جو شرائط صلحنامہ میں حربی کافروں کی طرف سے کی گئی تھیں

حضور اس کے مطابق کاربند رہتے تھے۔ اور اس کے خلاف کرنا ناجائز اور بدعہدی میں داخل سمجھتے تھے۔ اس صلحنامہ میں منجملہ دیگر شرائط کے ایک شرط یہ بھی تھی کہ اگر کافروں کا کوئی آدمی بھاگ کر مکہ جاوے گا تو واپس نہ کیا جاوے گا چنانچہ ابوبصیر مسلمان ہو کر مکہ سے بھاگ کر مدینہ منورہ آئے اور ان کے پیچھے مکہ سے دو آدمی ان کے واپس لینے کو آتے ہیں اور آپ بجائے اسکے کہ ان حربی کافروں کو مار یا مارنے کا حکم دیں۔ اپنے حکم کے مطابق ایک بچے مسلمان کو کافروں کے ہاتھ میں دیتے ہیں اور وہ لوگ روانہ ہوتے ہیں۔ ابوبصیر ان میں سے ایک کو قتل کر ڈالتا ہے اور دوسرا بھاگ کر مدینہ منورہ میں حضور کے پاس آتا ہے اور شکایت کرتا ہے کہ ابوبصیر نے میرے ساتھی کو مار ڈالا اور مجھے بھی مارنے کو تھا۔ اتنے میں ابوبصیر بھی آ پہنچتا ہے اور آپ سے عرض کرتا ہے کہ آپ نے تو عہد پورا کر کے مجھ کو واپس دیدیا تھا۔ خدا نے ہم کو ان ظالموں کے پنجے سے نجات دلائی۔ آپ کے اوپر اب کوئی الزام نہیں ہے۔ مگر حضور کو اپنے عہد کا اس قدر خیال تھا اور لڑائی سے اس قدر پرہیز تھا کہ ابوبصیر کے مدینہ میں رہنے کے روادار نہیں ہوئے اور اس مسلمان پر غصہ ہو کر آپ نے فرمایا ویل امه مسعر حرب انت یعنی تیرا بُرا ہو تو لڑائی کو بھڑکانے والا ہے"

صحیح بخاری کے گیارہویں پارہ میں یہ واقعات تفصیل سے مذکور ہیں۔ قرآن شریف کی سورہ مائدہ میں تاکید پر تاکید ہے کہ اگرچہ دشمنوں نے تم کو بیت اللہ میں جا کر حج اور عمرہ کرنے سے روک دیا ہے لیکن تم مسلمانوں کو چاہئیے کہ زیادتی نہ کرو بلکہ انصاف کو مدنظر رکھو یہی پرہیزگاری کی علامت ہے۔ اسی طرح قرآن شریف میں کئی آیتیں ہیں جن میں عہد کے پورا کرنے میں تاکید فرمائی گئی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام کے زمانہ کے بہت سے واقعات وفاداری عہد کے مشہور ہیں۔

جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ الزام کہ مسلمانوں کے مذہب میں کافر کو مارنا ثواب ہے، سراسر غلط ہے بلکہ کافروں کو زبردستی مسلمان بنانا بھی ناجائز ہے لا اکراہ فی الدین اور دیگر آیات و احادیث اسکے شاہد ہیں۔ اسوقت اتنے ہی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ ؎ عاقلاں را اشارہ کافی است۔ صرف حالت جنگ میں جبکہ دشمن فوج کشی کر کے حملہ آور ہوں اس وقت حملہ آور دشمنوں سے محفوظ رہنے کیلئے ان کو بماتحتی کسی سردار کے باضابطہ فوج کے ہمراہ ہو کر مقابلہ میں قتل کرنا ثواب ہے، مگر مقابلہ کی جنگ کی حالت میں بھی عورتوں۔ بچوں اور بوڑھوں کو قتل کرنے کی سخت ممانعت ہے۔ اور اسلام جتنی الوسع خدا کی اشرف المخلوقات انسان کے قتل کا حامی نہیں ہے یہ اردو کا شعر اسلام کی اسپرٹ سے متاثر ہو کر لکھا گیا ہے کہ ؎

کھلونا سمجھ کر بگاڑو نہ ہمکو — کہ ہم بھی کسی کے بنائے ہوئے ہیں

(اخبار وکیل امرتسر ۹ رجولائی ۱۹۲۷ء صفحہ ۴)

یہی نہیں اور بھی اسی قسم کی بہت سی تحریریں ہمارے پاس موجود ہیں مگر چونکہ ان ...ب کیلئے یہ مختصر سا ٹریکٹ کافی نہیں ہو سکتا اسلئے فی الحال انہی پر اکتفا کیجاتی ... لیکن یہ بتانے کیلئے کہ آنحضرت صلعم جابر۔ ظالم۔ چیرہ دست اور سفاک نہ تھے ...مال درجہ کے رحیم۔ کریم۔ شفیق اور صاحب خلق عظیم تھے۔ یہ مختصر سی چند تحریریں ...کافی سے وافی ہیں۔ اور ہمیں کامل یقین ہے کہ جن لوگوں نے مفسد گروہ کی اتحا...ن۔ بے بنیاد اور غلط واقعات پر مبنی تحریریں پڑھکر یہ رائے قائم کر لی تھی کہ نعوذ... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ظالم اور سفاک تھے یا انھوں نے اپنا دین لوگوں سے ...ہ منوایا۔ دوسروں کی آزادی سلب کر لی اور ان سے بدترین سلوک کیا وہ اپنے ہی ...ہم مذہب اور ہم مشرب اصحاب کی غیر جانبدارانہ تحقیق انیق کو خالی الذہن ہو کر ...ہیں گے اور آیندہ کے لئے دشمنان حق کی متعصبانہ بہتان طرازیوں کو ہرگز ہرگز

کوئی وقعت نہ دیں گے۔ کیونکہ اس قسم کی سڑی بُسی اور ناپاک تحریریں نہ صرف واقعات کے لحاظ سے غلط ہیں بلکہ باہمی نفرت وکدورت بڑھانیوالی ہیں۔ اور حقیقت میں یہی وہ شرربار تحریریں ہیں جن کی بدولت ملک کا امن و امان برباد ہورہا ہے۔ اور وہ ہندوستان جو کبھی جنت نشان تھا آج نمونۂ دوزخ بن رہا

آخر میں ہم گاندھی جی مہاراج کا ایک نصیحت آمیز فقرہ نقل کرنے کے بعد اس مضمون کو ختم کرتے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے توفیق دی تو اس مسئلہ پر اور بھی بہت کچھ لکھا جائیگا۔ ہمارے برادران وطن کو چاہئے کہ وہ جہاں محولہ بالا تحقیق کا بار بار مطالعہ کریں وہاں اپنے قائد اعظم کی مندرجہ ذیل نصیحت کو بھی ہمیشہ کے لئے آویزۂ گوش بنائیں کہ:-

"اسلام سچا مذہب ہے۔ ہندوؤں کو چاہئے کہ وہ نیک نیتی سے اس کا مطالعہ کریں۔ وہ بھی اسلام سے ایسی ہی محبت کرینگے جس طرح کہ میں کرتا ہوں۔ اگر ہندو اپنی حالت درست کریں تو مجھے یقین ہے کہ اسلام ایسے مناظر پیش کرے گا جو اس کی قدیم فراخدلی کی روایات کے شایان شان ہونگے"

(سیاست ۹ جون ۱۹۲۴ء)

فضل حسین احمدی مہاجر
کل سکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ قادیان

یکم مئی ۱۹۲۹ء

بکڈپو تالیف واشاعت قادیان ضلع گورداسپور